۶ رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ / 07مارچ 2025ء

بانُوانِ عفّت و فقاہت و حیا

(سیدتنا خدیجہ، سیدتنا عائشہ اور حضرت خاتونِ جنّت علیہن الرضوان کی سیرتوں کا ذکرِ جمیل

ایّامِ وصالِ کی مناسبت سے.... عالَمی یومِ خواتین کے موقع پر)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۔[الاحزاب 33:33]

ذہن سازی/Mindset Development اور تربیت کا انسان کی ذاتی زندگی پر بھی گہرا اثر ہوتا ہے اور اِس کے بغیر اخلاقی اقدار کی بحالی و معاشرے کی ترقّی بھی ممکن نہیں۔ جس عورت یا مَرد کی سوچ اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلی ہو گی اُس کی اپنی زندگی بھی بامقصد ہو گی اور وہ دوسروں کی بھی خیر خواہی کرے گا... جب کہ تربیت نہیں ہو گی تو انسان خود بھی جانوروں کی طرح کھانے پینے اور مَوج مستی کو ہی سب کچھ سمجھے گا اور دوسروں کی بہتری کے لیے بھی کوئی قابلِ ذکر کام نہیں کر سکے گا۔

ویسے تو مَرد و عورت دونوں ہی کی تربیت و ذہن سازی ضروری ہے، مگر خواتین کی تربیت کا معاشرے پر زیادہ اثر ہوتا ہے؛ کیونکہ ایک بچی کی دینی تربیت کر دی جائے تو وہ اچھی ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کی حیثیت سے پورے خاندان کا رُخ بدلنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

اگر ہم روزہ اور رمضان المبارک کے دیگر معمولات کے مقاصد پر غور کریں تو اندازہ ہو گا کہ یہ سب کچھ انسان کی تربیت اور اُس کے کردار میں نکھار کے لیے ہے... اور یہ تجربہ شدہ بات، بلکہ قرآنِ مجید کا پیغام بھی ہے کہ جو شخص روزہ کے آداب کا لحاظ کرے اُسے رحمتِ الٰہی سے تقوٰی کی دَولت نصیب ہو جاتی ہے۔

ذہن سازی میں پسندیدہ مثالی شخصیت کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ انسان جسے آئیڈیل (Role Model) بنائے اُس جیسا بننے کی کوشش کرتا ہے، اُس کے کردار سے سیکھتا ہے اور اُس کے اخلاق اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر آئیڈیل شخصیت بارگاہِ الٰہی میں محبوب ہو تو اُس کے راستے پر چلنے والا بھی کامیاب ہو جاتا ہے اور خدانخواستہ کسی بے دین یا دُنیادار کو آئیڈیل بنا لیا جائے تو انجام ویسا ہی ہوتا ہے۔

08 مارچ کو دُنیا بھر میں "یومِ خواتین" (International Women's Day) منایا جاتا ہے۔ اِس کا اصل مقصد خواتین کے حقوق کا تحفّظ اور معاشرے میں اُن کے کردار کو بہتر بنانا ہے، اگرچہ اکثر بے دین اور مفاد پرست لوگ خواتین کے حقوق اور اُن کے کردار میں بہتری کے لیے اقدامات سے زیادہ اُنھیں بے حیائی کے راستے پر ڈالنے کے لیے کوششیں کرتے ہیں۔

کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اِس دن میں خواتین کی ذہن سازی کے لیے، بلکہ فقط خواتین کی ہی نہیں پورے معاشرے کی تربیت کے لیے رمضانِ کریم میں وصال فرمانے والی اُن جلیل القدر خواتین کی مبارک سیرتوں کا نور عام کریں جنھوں نے ربّ تعالٰی کے حضور بھی عزّت و قبولیت پائی اور سرکارِ دوجہاں ﷺ نے بھی متعدّد مرتبہ اُن کی سیرت و کردار کی تعریف فرمائی۔ یعنی اُمّ المؤمنین سیدۂ قریش حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا، جن کا وصالِ پُرملال 10 رمضان شریف کو ہوا... اُمّ المؤمنین صِدّیقہ بنت صدّیق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، جو 17 رمضانِ کریم کو بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوئیں... اور خاتونِ جنت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، جو تین رمضان المبارک کو جنّت البقیع میں آرام فرما ہوئیں۔

چنانچہ آج یومِ خواتین کے تناظر میں اِنھیں ہستیوں کی سیرتوں سے روشنی حاصل کی جائے گی۔

عِفّت و عِصمتِ سیّدتُنا خدیجہ رضی اللہ عنہا

جو شخص اسلام کا نور عام ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے کردار کو سنوار لے یقیناً وہ مبارک باد کا حق دار ہے، مگر اُن ہستیوں کے کیا کہنے! جنھوں نے اپنی سیرت کو اُس وقت بھی روشن رکھا جب چاروں طرف جَہالت کی تاریکی تھی اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اعلانِ نبوّت نہیں فرمایا تھا۔ اُمّ المؤمنین، اُمّ القاسم، سیدۂ قریش، حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اُنہی شخصیات میں سے ہیں۔

آپ قریش کی مال دار ترین خاتون تھیں۔ عصرِ حاضر کے نام نہاد روشن خیال یہ تو بتاتے ہیں کہ آپ تجارت فرماتیں اور معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں، مگر یہ نہیں بتاتے کہ آپ ایک "گھریلو خاتون" تھیں اور ایسی عفیفہ و پاک دامن تھیں کہ تجارت کے لیے خود گھر سے باہَر نہیں جاتی تھیں، بلکہ دوسروں کو اپنا مال بطورِ مضاربت[1] دے کر شام وغیرہ کی طرف تجارت کے لیے بھیجا کرتی تھیں۔

سرورِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نکاح میں آنے سے پہلے اُنھوں نے تجارت کے لیے اپنا مال حضور کی خدمت میں بھیجا تھا، جس کے تذکرہ سے اُن کی بلند سوچ کا اظہار ہوتا ہے۔ مؤرّخین نے لکھا: فَلَمَّا بَلَغَهَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مَا بَلَغَهَا مِنْ صِدْقِ حَدِيْثِهٖ وَعِظَمِ أَمَانَتِهٖ وَ كَرَمِ أَخْلَاقِهٖ بَعَثَتْ إِلَيْهِ... یعنی سیدتنا خدیجہ کو معلوم ہوا کہ قریش میں ایک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نامی جوان ہیں جو سچائی میں بھی اپنی مثال آپ ہیں، امانت و دیانت میں بھی اُن کا کوئی ثانی نہیں اور حُسنِ اخلاق میں بھی اُن کی شان سب سے نرالی ہے تو اُنھوں نے اپنا تجارتی سامان شام لے جانے کے حوالے سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں درخواست بھیجی۔

تاجر حضرات ہمیشہ ایسے شخص کے ساتھ شراکت داری (Partnership) کرتے ہیں جو تجارت میں ماہِر ہو، مگر قربان جائیں! اُس دَور میں بی بی صاحبہ کی سوچ اتنی بلند تھی کہ اُنھوں نے تجارتی شراکت کے لیے کسی نامور تاجِر کے بجائے ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جس کی سیرت و کردار کی مثالیں پیش کی جاتی تھیں۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مالِ تجارت کو شام لے جانے کے حوالے سے بی بی صاحبہ کی درخواست کو قبول فرمایا۔ اُنھوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ اپنے غلام مَیْسَرَہ کو بھیجا۔ مَیسرہ نے واپسی پر بی بی صاحبہ کو بُحَیْرَاء راہب کی پیشین گوئی بتائی اور سخت دھوپ میں فرشتوں کے سایہ کرنے سے متعلق بھی آگاہ کیا، جس کے بعد حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نکاح کا پیغام بھیجا۔

پیغامِ نکاح کے تذکرہ سے پہلے اِس بات پر غور کیجیے کہ اُس وقت معاشرے میں بی بی صاحبہ کی حیثیت کیا تھی؟ تاریخ میں ہے: وَكَانَتْ خَدِيْجَةُ يَوْمَئِذٍ أَوْسَطَ نِسَاءِ قُرَيْشٍ نَسَبًا وَأَعْظَمَهُنَّ شَرَفًا وَأَكْثَرَهُنَّ مَالًا۔ قریش کی خواتین میں سیدتنا خدیجہ کا

---

[1] مضاربت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص اپنا مال دے، دوسرا کام کرے اور دونوں آپس میں فی صد کے اعتبار سے نفع کی مقدار معین کرلیں۔ شرائط پائی جائیں تو یہ عقد جائز ہے۔ دیکھیے رسالہ: "مضاربت اور اُس کے ضروری احکام" https://www.dawateislami.net/bookslibrary/ur/mudaraba-aur-is-ke-zaroori-ahkam

نسب سب سے عالی تھا، اُن کا شرف سب سے عظیم تھا اور اُن کے پاس مال بھی سب سے بڑھ کر تھا۔ مؤرخین نے مزید لکھا: كُلُّ قَوْمِهَا كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى ذٰلِكَ مِنْهَا لَوْ يَقْدِرُ عَلَيْهِ۔ بس چلتا تو قوم کے بڑے لوگ اُن کے ساتھ نکاح کی چاہت رکھتے تھے۔ قربان جائیں! اُس پاکیزہ کردار خاتون نے کسی کی بات کو وُقعت وحیثیت نہیں دی اور امام الانبیا ﷺ کی بارگاہ میں خود پیغامِ نکاح بھیجا۔

بی بی صاحبہ نے جو پیغامِ نکاح بھیجا اُس کے الفاظ ہماری تربیت کرتے ہیں، کاش کہ وہ تربیت ہم اپنے گھر والوں تک بھی پہنچا سکیں! اُنھوں نے لکھا: إِنِّيْ قَدْ رَغِبْتُ فِيْكَ لِقَرَابَتِكَ وَسِطَتِكَ فِيْ قَوْمِكَ وَأَمَانَتِكَ وَحُسْنِ خُلُقِكَ وَصِدْقِ حَدِيْثِكَ۔ یعنی آپ کی طرف میری توجہ اِس لیے ہوئی کہ آپ کے ساتھ رشتہ داری ہے[1]... اور آپ کو پوری قوم میں عزّت وشرافت حاصل ہے... نیز دیانت داری، حُسنِ اخلاق اور سچائی میں بھی آپ کی شان سب سے بلند ہے۔

اُن کی طرف سے پیغام ملنے پر جانِ عالم ﷺ نے خود جواب نہیں دیا، بلکہ خاندانی نظام کے مطابق اپنے چچا حضرات کو آگاہ کیا۔ چنانچہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محترم بھتیجے کے ہمراہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد "خُوَیلِد" کے پاس تشریف لے گئے اور نکاح کی بات چیت شروع کی۔[2]

(سیرتِ ابن ہشام، ج:1، ص:188، ناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی وأولادہ۔ سیرتِ ابن اسحاق، ص:81، دار الفکر۔ الثقات لابن حبان، ج:1، ص:45،46۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:2، ص:66،67)

نکاح کے بعد اُمّ المؤمنین بن کر اُنھوں نے تقریباً 25 سال تک اپنے تَن مَن دَھن کے ساتھ سرورِ عالم ﷺ کی بے مثال خدمت کی۔ آپ ﷺ نے اعلانِ نبوّت فرمایا تو کفار نے اذیتیں پہنچانے کی حد کر دی، چاروں طرف مشکلات ہی مشکلات تھیں، اِن حالات میں اُمّ المؤمنین سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہ صرف خود بے مثال صبر کا مظاہرہ کیا، بلکہ جانِ عالم ﷺ کے قلبِ مبارک کو تسلی بھی دیا کرتی تھیں اور دل کھول کر مال وجان کے ساتھ خدمت بھی کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی ظاہری حیاتِ طیّبہ کے آخری ایّام تک اُن کی خدمت کو یاد کرتے اور اُن کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

لمحۂ فکریہ: ہم نے اُس دَور میں آنکھ کھولی ہے جب اسلام کی روشنی چہار دانگِ عالَم میں پھیل چکی ہے۔ کبھی غور کیجیے کہ کیا آج دَورِ اسلام میں ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی سوچ اُتنی بلند ہے جتنی دَورِ جاہلیت میں حضرت خدیجہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی؟ کیا رشتوں کی تلاش میں ہمارا بھی وہی معیار ہے جو حضرت ماں جی کا تھا؟ اگر نہیں تو پھر ہمیں اپنی امی جان رضی اللہ عنہا کی حسین سیرت سے تربیت لینی چاہیے۔

---

[1] چند واسطوں کے بعد ہماری امی جی کا سلسلۂ نسب حضور سے مل جاتا ہے، حضرت قُصَیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کے بڑے دادا ہیں۔

[2] فَلَمَّا قَالَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ذَكَرَ ذٰلِكَ لِأَعْمَامِهِ، فَخَرَجَ مَعَهُ عَمُّهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدٍ فَخَطَبَهَا إِلَيْهِ، فَتَزَوَّجَهَا۔

فقاہت و جلالتِ سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا

کسی شخصیت کی عزّت و فضیلت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسبت ہی کافی ہے، پھر اگر اِس عظیم نسبت کے ساتھ علم و فقاہت کی دَولت بھی مُیسَّر ہو تو صاحبِ نسبت کی عظمت و بزرگی کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

اُمّ المؤمنین، حبیبۃ الرسول ﷺ، صدّیقہ بنتِ صدیقِ اکبر سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امام الانبیاء ﷺ کے ساتھ نسبت بھی نرالی ہے اور باری تعالیٰ نے اُنھیں علم و فقاہت میں بھی اعلیٰ شان عطا فرمائی ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ نے ہماری پیاری امی جان کے ساتھ نکاح فرمایا اُس وقت آپ رضی اللہ عنہا نَو عمر تھیں، ظاہر ہے کہ یہ باری تعالیٰ کے حکم سے تھا اور ربِّ کریم کے ہر حکم میں بے شمار حکمتیں ہوتی ہیں۔ ربِّ کریم نے پسند فرمایا کہ سرورِ عالَم ﷺ کے حرمِ محترم میں ایسی خاتون ہو جو ہر بات کو اچھے طریقے سے سمجھے، مضبوط حافظہ کی مالک ہو اور نہایت دیانت داری کے ساتھ یہ امانتیں اُمّت تک پہنچائے... وہ دیکھے کہ خاتم النبیین ﷺ گھریلو معاملات کیسے انجام دیتے ہیں؟ ازواج کے ساتھ برتاؤ کیسا ہے؟ رات کو نماز کیسے ادا فرماتے ہیں؟ خواتین کے مخصوص مسائل سے متعلق شریعت کے کیا احکام ہیں... کم عمری کے باوجود یہ تمام خوبیاں سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا میں موجود تھیں؛ لہٰذا نبیِ کریم ﷺ نے اُنھیں شرفِ نکاح سے نوازا اور بعد میں اِس حکمت کا خوب اِظہار ہوا۔

اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبیِ کریم ﷺ کا انتہائی قُرب پاکر علم و عمل میں وہ کمال حاصل کیا کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔ یعنی "مَردوں میں سے تو بہت سے کامل ہوئے ہیں، تاہم خواتین میں فقط حضرت عیسیٰ کی والدہ "مریم" اور فرعون کی بیوی "آسیہ" ہی درجہ کمال کو پہنچی ہیں۔" (مَردوں کی بہت بڑی تعداد عالِم و فاضل اور ولی، غوث، قطب، ابدال ہوئی ہے، جب کہ عورتوں میں فقط حضرت مریم اور حضرت آسیہ نے ہی اپنے اپنے زمانے میں فضائل کے اندر اعلیٰ شان پائی ہے)

پھر فرمایا: وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔ یعنی "عائشہ خواتین سے ایسے ہی افضل ہے جیسے ثَرید[1] باقی کھانوں سے اعلیٰ ہے۔"[2] (صحیح بخاری: 3769، ترجمہ و تشریح ماخوذ از مرقاۃ و مرآۃ)

---

[1] شوربے میں روٹی بھگو کر تیار کردہ کھانا۔

[2] اُمّ المؤمنین سیدتنا خدیجہ، اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ اور خاتونِ جنّت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کون افضل ہے، اِس بارے میں علما کی آرا مختلف ہیں۔ محقق علما فرماتے ہیں کہ مختلف جہتوں سے تینوں افضل ہیں (ایک جہت سے سیدتنا خدیجہ کی شان بلند تر ہے، دوسری جہت سے سیدتنا عائشہ برتر ہیں، جب کہ تیسری جہت سے حضرت خاتونِ جنت کی شان اعلیٰ ہے)۔ بہتر ہے کہ اِس مسئلے میں بحث نہ کی جائے۔ (مرآۃ المناجیح، زیرِ حدیث: 5724)

علما نے لکھا: ربِّ کریم نے علم وفقاہت، اخلاق وخِلقت اور ذکاوت وذہانت میں جو شان سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمائی ہے وہ اوّلین وآخرین میں کسی بھی خاتون کو نصیب نہیں ہوئی۔[1]

مُفتیٔ چار ملت: نبیِ کریم ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد جلیل القدر صحابۂ کرام علیہم الرضوان دینی مسائل میں سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راہ نمائی لیا کرتے تھے اور یہ سلسلہ چاروں خلفائے راشدین کے ادوار میں جاری رہا۔

سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَدِيْثٌ قَطُّ، فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا۔ یعنی ہم اصحابِ رسول ﷺ کو جب بھی کسی حدیث (ومسئلہ) کے حوالے سے مشکل پیش آتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کرنے پر ہمیں ضرور معلومات حاصل ہو جاتیں۔ (جامع ترمذی، حدیث:3883)

شمعِ تابانِ کاشانۂ اِجتہاد　　مفتیِ چار ملت پہ لاکھوں سلام

حضرت مسروق علیہ الرحمہ نے فرمایا: رَأَيْتُ مَشْيَخَةً[2] مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْأَكَابِرِ يَسْأَلُوْنَهَا عَنِ الْفَرَائِضِ۔ یعنی مَیں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ جلیل القدر عمر رسیدہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان بھی علمِ فرائض کے بارے میں سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھتے تھے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج:4، ص:1883۔ المستدرک علی الصحیحین، رقم:6736، اِسنادہ صحیح)

لمحۂ فکریہ: علمِ دین میں اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثالی شان کا تذکرہ کرتے ہوئے ہمیں اپنے گریبانوں میں بھی جھانکنا چاہیے کہ کیا ہمارا بھی علمِ دین کے حوالے سے ایسا ذوق ہے؟ خصوصًا کیا ہماری مائیں، بہنیں اور بچیاں علمِ دین کے زیور سے آراستہ ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ ہم نے اپنے روشن مستقبل کی بنیاد نہیں رکھی؛ کیونکہ دُنیا وآخرت کی بھلائی دین سیکھنے اور اُس پر عمل کرنے میں ہے۔ چنانچہ ہمیں اپنا رویّہ تبدیل کرنا چاہیے، خود بھی علمِ دین حاصل کریں اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنی خواتین کو بھی اِس کے مواقع فراہم کریں۔

طریقۂ تعلیم: یاد رہے کہ پیاری امی جان رضی اللہ عنہا کی سیرت سے جہاں علمِ دین حاصل کرنے کا درس ملتا ہے وہیں مخلوط نظامِ تعلیم (Co-education system) کی بھی نفی ہوتی ہے؛ کیونکہ آپ کا طریقۂ تعلیم یہ تھا کہ پوچھنے والا حجرۂ مُقدّسہ کے باہر کھڑے ہو کر پوچھتا اور آپ حجرہ کے اندر پردے کے پیچھے سے جواب عنایت فرمایا کرتی تھیں، باوجودیکہ آپ مسلمانوں کی ماں ہیں۔[3]

---

[1] مرآۃ المناجیح، زیرِ حدیث:5724و6194

[2] اِس لفظ کو مَشْيَخَة اور مَشِيْخَة... دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔ (فتح الباری لابن حجر، ج:10، ص:185، دار المعرفہ، بیروت)

[3] باری تعالیٰ نے الاحزاب 33:53 میں اِسی بات کا حکم فرمایا اور متعدّد راویوں نے آپ سے روایت کرتے ہوئے مِنْ وَرَاءِ الْحِجَاب (پردے کے پیچھے) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ دیکھیے: صحیح بخاری، احادیث:4827، 5566۔ مسند احمد، حدیث:26144۔ السنن الکبریٰ للنسائی:8443۔ الطبقات الکبریٰ:6/294

حیائے سیدتنا خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا

اولاد کی سیرت واوصاف میں (زیادہ تر) والدین کے اخلاق و کردار کا اثر ہوتا ہے۔ اِس بات کی قرآن وسنت سے بھی تائید ہوتی ہے اور یہ روزمرہ کا مشاہدہ بھی ہے۔

سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی شہزادی، خاتونِ جنّت سیدتنا فاطمہ زہرا سلامُ اللہِ تعالٰی علٰی أبیہا وعلیہا کی سیرت سے متعلق اِس بات سے ہی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے بابا امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کی والدہ سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا وہ ہستی ہیں جن کی طرف سیدنا جبریلِ امین علیہ السلام کے ذریعے خود خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے سلام بھیجا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث:3820)

خونِ خَیْرُ الرُّسُل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لَوث طِینت پہ لاکھوں سلام[1]

اُس بتولِ جگر پارۂ مصطفٰی
حَجلَہ آرائے عِفَّت پہ لاکھوں سلام[2]

جس کا آنچل نہ دیکھا مَہ و مِہر نے
اُس رِدائے نَزاہَت پہ لاکھوں سلام[3]

سیِّدہ زاہِرہ طَیِّبہ طاہِرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہٗ نے آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا: كَانَتْ مِنْ أَحَبِّ أَهْلِهٖ إِلَيْهِ۔ یعنی سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہلِ خانہ میں سب سے زیادہ پیارا اپنی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ساتھ تھا۔

مزید فرمایا: إِنَّهَا جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى أَثَّرَ فِيْ يَدِهَا، وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَ فِيْ نَحْرِهَا، وَكَنَسَتِ الْبَيْتَ حَتّٰى

---

[1] خَمِیر: اصل۔ جن کا مادۂ پیدائش خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ مقدّس ہے اُن کی پاکیزہ وبے عیب فطرت اور عادات پر لاکھوں سلام ہوں!

[2] بَتُول: پارسا وپاک دامن / خاتونِ جنّت کا لقب۔ حَجَلہ: مُسہری / پالکی۔ آراء: سنوارنے والا۔ یعنی مصطفٰی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر حضرت بتول رضی اللہ عنہا پر لاکھوں سلام، جنھوں نے عفّت وپاک دامنی کی چادر کو زینت بخشی ہے۔

[3] آنچل: دوپٹے کا کنارا۔ رِداء: چادر۔ نَزَاہَت: پاکیزگی۔ یعنی خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالٰی عنہا پر لاکھوں سلام، جو ایسی پردہ دار تھیں کہ سورج اور چاند نے بھی اُن کا آنچل نہیں دیکھا۔

اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا۔ وہ (آٹا وغیرہ پیسنے کے لیے) چکی چلاتی تھیں، جس سے اُن کے ہاتھ پر نشانات (چھالے) پڑ گئے تھے... پانی کی مَشک بھر کر خود اُٹھالاتیں، جس کا اثر اُن کے جسم (گردن / سینے) پر ہوا... اور گھر کی صفائی کرتیں جس سے کپڑے غبار آلود ہو جاتے۔

سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس کچھ قیدی آئے تو مَیں نے خاتونِ جنت سے کہا: اگر آپ اپنے بابا جان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس جا کر ایک خادم عنایت کرنے کی درخواست کریں تو بہتر ہو گا۔ وہ حاضرِ بارگاہ ہوئیں، دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس کچھ لوگ بیٹھ کر گفتگو کر رہے ہیں، چنانچہ وہ (حیا کی وجہ سے) بات نہ کر سکیں اور اپنے گھر واپس آ گئیں۔ (ہمارے ہاں خواتین کا بَن سنور کر غیر مَحرم مہمانوں یا دیگر افراد کے سامنے آنا معمول کی بات ہے۔ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت میں کیسا حسین سبق ہے کہ پردے میں ہونے کے باوجود نامَحرم صحابہ کی موجودگی میں اپنے بابا جان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ بھی بات نہ کر سکیں)

دوسرے روز امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود اپنی شہزادی کے ہاں رونق افروز ہوئے اور فرمایا: مَا كَانَ حَاجَتُكِ؟ "بیٹی! (کل آپ آئی تھیں، مگر بات نہیں کر سکیں) کیا کام تھا؟" (حیا کی وجہ سے) خاتونِ جنّت خاموش رہیں۔ (اپنے ناز نخرے پورے کرنے کے لیے والدین کو بے جا مشقّت میں ڈالنے والے غور کریں! خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخت مشقّت برداشت کرتیں، اِس کے باوجود حیا نے اُنھیں اپنے پیارے بابا جان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حضور دُنیاوی چیز کا سوال نہیں کرنے دیا)

سیدنا علیِ مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ نے فرمایا: مَیں نے کہا: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! مَیں آپ کو عرض کرتا ہوں... گھر کے تمام کام یہ خود کرتی ہیں، جب آپ کے پاس خادم آئے تو مَیں نے اِن سے کہا تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی باندی کی درخواست کریں؛ تاکہ اِن کی مشقّت کم ہو جائے۔[1]

میری بات سن کر سیدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی شہزادی محترمہ کو نصیحت فرمائی: اِتَّقِي اللّٰهَ يَا فَاطِمَةُ! وَأَدِّي فَرِيضَةَ رَبِّكِ! وَاعْمَلِي عَمَلَ أَهْلِكِ! "اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو! اپنے ربّ کے فرائض پورے کرتی رہو! اور اپنے گھر والوں کا کام کرتی رہو۔"

(یہ حسین جملے والدین کو سکھاتے ہیں کہ اُنھیں اپنی بچیوں کو اُن کے سسرال میں بھیجتے ہوئے شوہر کی خدمت اور گھر کے کام کاج خوب محنت اور سلیقے سے کرنے کی نصیحت کرنی چاہیے۔ افسوس کہ ہمارے معاشرے میں عموماً کچھ اور ہی ذہن دے کر بھیجا جاتا ہے)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مزید فرمایا: فَإِذَا أَخَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَاحْمَدِي ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَ كَبِّرِي أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ فَتِلْكَ مِائَةٌ، فَهِيَ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ خَادِمٍ۔ "بیٹی! جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو 33 مرتبہ سُبْحٰنَ اللّٰہ، 33 بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور

---

[1] جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى أَثَّرَتْ فِي يَدِهَا، وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا، فَلَمَّا أَنْ جَاءَكِ الْخَدَمُ أَمَرْتُهَا أَنْ تَأْتِيَكِ فَتَسْتَخْدِمَكِ خَادِمًا يَقِيهَا حَرَّ مَا هِيَ فِيهِ۔

34 دفعہ اللہُ أکبر پڑھ لیا کرو! یہ سو کلمات ہیں، یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہیں۔" (اِن کلمات کے خادم سے بہتر ہونے کی وضاحت آیتِ کریمہ سے ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ۔ "مال اور بیٹے دُنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والی اچھی باتیں / نیک اعمال، اُن کا ثواب آپ کے ربّ کے ہاں بہتر ہے اور اُن کی اُمّید نہایت خوب ہے۔" [الکھف 46:18]

خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا نے پیارے بابا جان ﷺ کی یہ حسین نصیحت سُن کر عرض کی: رَضِیْتُ عَنِ اللهِ وَعَنْ رَّسُوْلِهٖ۔ یعنی مَیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ کی رِضا پر راضی ہوں۔ (قربان جائیں! قناعت کی کیسی حسین مثال ہے! ہمارے دَور میں ہر وقت حالات کا رونا رونے والوں کو اِس قناعت کا ایک ذرّہ ملے تو نہ صرف دلوں کی تمام تر بے قراری کا خاتمہ ہو، بلکہ دُنیا کے پیچھے پڑے رہنے کے بجائے آخرت کی فکر بھی نصیب ہو جائے)

(سننِ ابوداؤد: 2988۔ إسنادهٗ ضعیف لکن روی من أوجه مختلفة، ورواه البخاری فی صحیحه برقم: 3113 ومسلم أیضا برقم: 2727)

حرفِ آخر: تربیت کی ضرورت اور ہماری حالت

اِس بات میں شک کی گنجائش نہیں ہے کہ "اچھی تربیت" انسان کی کردار سازی اور معاشرے کی ترقّی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ والدین کی طرف سے اولاد کے لیے سب سے اچھا تحفہ اور سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ وہ اُن کی اچھی، یعنی دینی تربیت کریں۔ بچیوں کی تربیت پر اور بھی زیادہ توجّہ ضروری ہے؛ کیونکہ اُن کی تربیت پورے خاندان پر اثر انداز ہوتی ہے۔

"اچھی تربیت" کا ایک اہم عُنصُر یہ بھی ہے کہ بچوں اور بچیوں کے دل و دماغ میں ایسی شخصیات کی محبّت و سیرت نقش کی جائے جن کی طہارت و پاکیزگی کا اعلان خود خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے فرمایا ہے۔ یہی ہستیاں آئیڈیل بنائے جانے کے قابل ہیں۔

08 مارچ: یومِ خواتین (International Women's Day) کے موقع پر بے دین اور مفاد پرست لوگ طوفانِ بدتمیزی و غوغائے بے حیائی بپا کرتے ہیں، حالانکہ اِس دن کا اصل مقصد خواتین کے حقوق کا تحفّظ اور معاشرے میں اُن کے کردار کو بہتر بنانا ہے۔ "یومِ خواتین" کے مقصد کو پیشِ نظر رکھا جائے تو کردار کی بہتری کے لیے سب سے اہم یہ ہے کہ اُنھیں اُمّہات المؤمنین اور خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی سیرت سے روشناس کروایا جائے۔

ماہِ رمضان المبارک میں دو اُمّہات المؤمنین کے ایّامِ وصال ہیں: ہماری پہلی ماں سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصالِ پُر ملال 10 رمضان شریف کو ہوا... اور اُمّ المؤمنین صدّیقہ بنت صدّیق سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا 17 رمضانِ کریم کو دُنیائے فانی سے رُخصت ہوئیں۔ نیز پیکرِ حیا خاتونِ جنت سیدتنا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا وصال بھی رمضان شریف میں ہے، آپ نے تین رمضان کو گُل گشتِ جنّت کی راہ لی۔

یہ تینوں ہستیاں آیتِ کریمہ کا مصداق ہیں: اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۔

"اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دُور رکھے اور تمہیں خوب ستھرا پاکیزہ رکھے۔" [الاحزاب 33:33]

امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا قادری فاضلِ بریلی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق　　بانُوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

آج کے خطبہ میں اِنہی مقدّس ہستیوں کی مبارک سیرتوں کا نور بانٹنے کے لیے اُن کا ذکرِ جمیل ہوا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

❖ تعلقات قائم کرنے، خصوصًا رشتے لینے اور دینے کے حوالے سے ہمیشہ پاک دامنی، اخلاق اور دیانت داری و دین داری کو ترجیح دینی چاہیے۔ مال و دَولت آنے جانے والی چیز ہے، دین و اخلاق دونوں جہان میں کام آئیں گے۔ اُمّ المؤمنین سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و کردار کی وجہ سے ہی آپ کی خدمت میں پیغامِ نکاح بھیجا تھا۔

❖ خاندانی نظام اسلامی اقدار کے قریب تر ہے۔ مغربی تہذیب نہ تو مغرب والوں کے لیے سکون کا ذریعہ بن سکی ہے، نہ ہی اُس میں ہمارے لیے کسی خیر کی توقّع ہے۔

❖ اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم و فقاہت اور اخلاق و ذہانت میں جو شان عطا ہوئی ہے وہ اوّلین و آخرین میں کسی خاتون کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کی سیرت سے سبق لیتے ہوئے ہمیں اپنی خواتین کو علمِ دین کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیے۔

❖ سب سے بڑی معلّمہ سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا طریقۂ تعلیم عفّت و حیا کی تربیت دیتا ہے اور مخلوط نظامِ تعلیم کی کھلی نفی کرتا ہے، آپ نہایت احترام کرنے والے غیر محرم طالبانِ علم کی ماں ہونے کے باوجود اُنھیں احادیثِ کریمہ بھی پردے کے پیچھے سے سُنایا کرتی تھیں۔

❖ اگر ہم اپنی خواتین کو شہزادیٔ رسول ﷺ، خاتونِ جنّت، سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرتِ مبارکہ سے رُوشناس کروائیں تو ہمارے گھروں کا ماحول ہی بدل جائے اور ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کا کردار بھی قابلِ رشک ہو۔

شرعی مسئلہ: بیس رکعات نمازِ تراویح ہر عاقل و بالغ مسلمان مَرد و عورت کے لیے سنتِ مؤکّدہ ہے اور تراویح کو چھوڑنے کی عادت بنانے والا گناہ گار ہے۔ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ مبارک میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں طویل قیام کی وجہ سے بعض اوقات لاٹھیوں پر ٹیک لگا کر (سہارا لے کر) بیس رکعات پوری کرتے تھے۔[1]

---

[1] عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی الله عنه فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ قَالَ: وَكَانُوْا يَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِيْنِ، وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی الله عنه مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔ (السنن الكبرٰى للبيهقي، ج:2، ص:698، رقم:4617، دار الكتب العلمية۔ وصحّحه النوويّ في "المجموع شرح المهذب"، ج:4، ص:33، إدارة الطباعة المنيرية)

اللہ تعالیٰ اُمّہات المؤمنین اور خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے صدقے میں ہماری مغفرت فرمائے، ہمیں اور ہماری ماؤں، بہنوں کو اُن کی پُرنور سیرتوں سے روشنی حاصل کرتے ہوئے اپنی دُنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق سے نوازے!

خالقِ کائنات تمام گستاخوں کو نشانِ عبرت بنائے اور اُمّت کو بے حیائی کے راستے پر چلانے کی کوشش کرنے والوں کے عزائم و مقاصد کو خاک میں ملائے!

ربِّ کریم تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، مجاہدینِ حمّاس کو سُرخرو فرمائے اور اہلِ غزّہ کو اُن کے وطن سے بے دخل کرنے کے خواہشمند امریکہ، اسرائیل اور اُن کے تمام اتحادیوں کو ذلیل و رسوا کرے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!